یا حی — یا قیوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدی یا حبیب اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

الٰہی تا بود خورشید و ماہی
چراغ چشتیاں را روشنائی

بگرداب بلا افتاد کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

عظمتِ مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک

عرفانی تقریر

— از —

حضرت صاحبزادہ والاشان الحاج میاں شوکت علی چشتی نظامی دلداری ایم اے

— بانی —

مرکزی جماعت رضائے غریب نواز پاکستان

— شائع کردہ —

شعبہ نشر و اشاعت مرکزی جماعت رضائے غریب نواز پاکستان

کتابت محمد رمضان چشتی معرفت چشتیہ کلینک مین بازار شاداب کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد

عرضِ ناشر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بزرگ منزوں کا یہ اصول ہے کہ جو بات اچھی ہو فائدہ پہنچائے اور عوام الناس کے لیے مشعل راہ ہو اُسے محفوظ کر لینا چاہیئے تاکہ آنے والے وقت کے لیے کار آمد ثابت ہو سکے۔ یہ تقریر دل پذیر جماعت رضائے غریب نواز پاکستان کے بانی روح رواں۔ مرشد برحق۔ ضیغم اسلام حضرت قبلہ و کعبہ صاحبزادہ والا شان الحاج میاں محمد شوکت علی چشتی نظامی دلداری ایم۔ اے دامت برکاتہم العالیہ نے بتاریخ ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۲ء بروز جمعۃ المبارک جامع مسجد غوثیہ حنفیہ ترگرن پورہ نمبر ۲ جھنگ روڈ فیصل آباد میں جماعت کے سالانہ جلسہ میں ارشاد فرمائی۔ لہٰذا یہ نورانی ارشادات "عرفانی تقریر" کی شکل میں اراکین جماعت کے تعاون سے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

خاکپائے غریب نواز رح
محمد اشفاق احمد چشتی نظامی دلداری
جنرل سیکرٹری جماعت رضائے غریبنواز پاکستان

ملنے کا پتہ

چشتیہ کلینک مین بازار شاداب کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد (پاکستان)

نوٹ:۔ باہر کے حضرات ۵۰ پیسے کا ڈاک ٹکٹ بھیج کر تقریر ہذا مفت طلب کریں۔

الحمد للہ رب العالمین حمد الشاکرین۔ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم علی حبیبہ ونورہٖ ورسولہ سیدالمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ورفعنا لک ذکرک ہ

صدق اللہ العظیم

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نوّر القمر

سیّدی یا رحمۃ اللعالمین — لا یمکن الثناء کما کان حقہ
سیّدی یا سید المرسلین — لا یمکن الثناء کما کان حقہ
سیّدی یا خاتم النبیین — لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

درود شریف

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

برادرانِ طریقت - یارانِ ملّت - امام الانبیاء کی غلامی پر ناز کرنے والے پروانو ! ذی وقار ماؤں اور بہنو !

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کائنات کی تخلیق کا مقصد صرف اور صرف ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت و وقار کا اظہار ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے ۔ وتعزروہ وتوقروہ ؕ

ایک دوسرے مقام پر قرآن حکیم آپ کی مدح سرائی میں یوں رطب اللّسان ہے ۔ ورفعنا لك ذكرك ؕ ۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانے
خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا
ورفعنا لك ذكرك کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

آج بھی حدیث قدسی کے کلمات میرے کانوں میں اس طرح گونج رہے ہیں ۔ جیسے آج سے چودہ سو سال قبل کائنات کے والی، آمنہ کے لعل، اُمت کے غمخوار بلکہ یوں کہیے کہ پوری کائنات کے مالک و مختار حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے صادر ہوئے تھے ۔ « لولاك لما خلقت الدنیا »، حقیقت یہی ہے ۔ اگر آپ نہ ہوتے تو پوری دنیا کی تخلیق نہ ہوتی ۔ یقین جانیئے دنیا کی تخلیق تو در کنار بلکہ خداوند تعالیٰ کی ربوبیت کا اظہار بھی نہ ہوتا « زرقانی شریف » میں حدیث پاک کے یہ الفاظ موجود ہیں ۔ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے ۔ كنت كنزاً مخفيا فاحببت

ان اعرف فخلقت نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

ترجمہ :- ہم چھپے ہوئے خزانہ تھے ہم نے چاہا کہ پہچانے جائیں تو ہم نے نور محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

ہے انہی کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار
یہ نہ تھے عالم نہ تھا ، گر یہ نہیں عالم نہیں

حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمتہ کو اسی مقام پر وجد آ جاتا ہے اور بے ساختہ یوں گویا ہوتے ہیں ۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسّم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے ص[1]

ص[1] اس مقام پر فضا کی بلندیوں پر جماعت کے دیگر نعروں کے ساتھ ایک یہ نعرہ بھی بلند ہوا، رہبر و رہنما، نظام الدین اولیا، رضی اللہ عنہ ۔ تو آپ کا انداز سخن حضرت اقبال کے ان اشعار کی طرف مبذول ہو گیا جو علامہ مرحوم نے غریب نواز محبوب الٰہی کے مرقد کی زیارت کے وقت کہے تھے ۔

فرشتے پڑھتے ہیں جسکو وہ نام ہے تیرا — بڑی جناب تیری فیض عام ہے تیرا
ستارے عشق کے تیری کشش سے ہیں قائم — نظام مہر کی صورت نظام ہے تیرا

کون سے ستارے ؛ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی، حضرت خواجہ امیر خسرو، حضرت خواجہ حسن دہلوی، حضرت خواجہ یحیٰی مدنی، حضرت خواجہ کلیم اللہ جہاں آبادی، حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی، حضور قبلہ عالم نور محمد مہاروی، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی، حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی، حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور حضور خواجہ خواجگان حضرت غریب نواز قبلہ حافظ محمد اللہ بخش صاحب ملتانی گوشہ نشین اویس ثانی وغیرہم رضی اللہ عنہم ۔

اے خطہ ارض کے مکینو!

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام کوئی معمولی نہیں ہے جو ہماری عقل و فکر میں آجائے۔ لہٰذا آپ کے مقامِ اقدس کو عقل کے پیمانہ پر مت پرکھیئے۔ چند لمحات کے لیے فکر کے سمندر میں غوطہ زن ہوجایئے۔ "سورۃ فاتحہ" سے لیکر قرآن حکیم کی آخری سورت "والناس" تک مطالعہ فرمائیے۔ حدیث کی تمام کتابوں کو کھنگال لیجئے۔ آپ کو یہ الفاظ کہیں نہیں ملیں گے۔

اے ساکنان فرش

تمہیں دیکھنے کے لیے آنکھیں، سننے کے لیے کان، سونگھنے کیلئے ناک، سوچنے کے لیے دماغ، کام کرنے کے لیے ہاتھ، چلنے کیلئے پاؤں غرضیکہ کائنات کی ہر چیز تمہارے لیے مسخر فرمادی۔ لہٰذا تم پر بہت بڑا احسان کیاگیا ہے۔ اور یہ بات بھی بعید از حقیقت نہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا وجود سعید تمام کائنات بالخصوص بنی نوع انسان کے لیے ایک رحمت اور احسان عظیم ہے مگر نام لے کر احسان نہیں جتایاکہ

اے بنی آدم

تمہیں حضرت آدم صفی اللہ کی ذریت کا شرف بخشا، حضرت ابراہیم خلیل اللہ بانی کعبہ کی ملت بنایا اور اور حضرت عیسٰی روح اللہ علیہم السلام تک دیگر تمام انبیاء کرام کو تمہاری ہدایت اور رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا۔ بغور ملاحظہ فرمائیں، بصارت نہیں بلکہ بصیرت کی ضرورت ہے۔

یقین جانیئے پورا جسم عالم وجد میں رقص کرنا شروع کردے گا. جب اپنے حبیب لبیب کا ظہور اجلال فرمایا تو چار وانگ عالم میں ان الفاظ میں احسان جتلایا۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ج وان کانو من قبل لفی ضلال مبین ہ

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اسکی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اتنی نعمتیں عطا فرمائیں جنکا شمار ناممکن ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ مگر کسی نعمت کا ذکر کرتے ہوئے لفظ "من" کے ساتھ احسان نہیں جتایا۔ مگر جب اُمّت کے والی شب اسرا کے دولہا کو بھیجنے کا وقت آیا تو لفظ "من" کے ساتھ احسان جتایا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس لیے کہ جس سرکار والا صفات کا نام نامی اسم گرامی محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے وہ پوری مخلوق سے اعلیٰ وارفع ہیں۔ ان کا کوئی ہمسر وثانی نہیں۔ وہ بے نظیر و بے مثال ہیں۔ لہٰذا بھولے سے بھی ان کو اپنے جیسا انسان تصور نہ کیا جائے۔ آپ ہر لحاظ سے کامل، اکمل اور مکمل ہیں اور ہر عیب سے منزہ و مبرّہ ہیں۔

حضرت خواجہ پیر مہر علیشاہؒ صاحب بارگاہ رسالت میں ان الفاظ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں

؎ اس صورت نوں میں جان آکھاں جاں ناکہ جانِ جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں جس شان تھیں شاناں سب بنیاں

احسان جتانے کا ایک مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محبوب دینے تو در کنار دکھائے نہیں جاتے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر یہ کرم نوازی فرمائی کہ اپنا محبوب عطا فرما دیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

انداز حسینوں کو سکھائے نہیں جاتے
امی لقبی ہوں وہ پڑھائے نہیں جاتے
ہر ایک کا حصہ نہیں دیدار کسی کا
بوجہل کو محبوب دکھائے نہیں جاتے

احسان جتانے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتیں (مثلاً ہاتھ پاؤں وغیرہ) اس وقت تک ساتھ دیتے ہیں۔ جب تک جسم میں روح موجود ہے۔ جہاں روح نے قفس عنصری سے پرواز کی دنیا کی تمام نعمتیں اور رشتے ناطے جواب دے جاتے ہیں۔ مگر حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات خدا تعالیٰ کی وہ نعمت عظمیٰ ہیں جو زندگی کی ہر ساعت، نزع کی حالت، قبر کی تاریکی اور حشر کی کسمپرسی کے عالم میں بھی اعانت فرمائیں گے۔ لہٰذا دعوت عام ہے۔

آئیے! دامن مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہو جائیے۔ کامیابی کا راز اسی میں پوشیدہ ہے۔

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

امام اہلسنت اعلحضرت فاضل بریلوی ایک دوسرے مقام پر یوں رہنمائی فرماتے ہیں۔

ٹھوکریں کھاتے پھروگے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اوّل گیا آخر گیا

مزید ارشاد ہوتا ہے۔ یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمه ٥

اے شمع توحید کے پروانو! امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ رسول مکرم ہیں جو قرآن حکیم کی آیات کی تلاوت فرماتے ہیں اور قلب و نظر کو پاک فرماتے ہیں۔ یہ بات مسلّم ہے کہ آپ تمام عالمین کے لیے رسول رحمت بن کر تشریف لائے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وما ارسلناك الا رحمته اللعالمین۔

لہٰذا رحم کرنے اور پاک فرمانے کے لیے میری دانست کے مطابق کم از کم مندرجہ ذیل باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ رحیم یا پاک کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ زندہ ہو نہ کہ مردہ۔ جس کو پاک کیا جانا ہو اس کے قریب ہو نہ کہ دور، مزکیٰ کے احوال سے باخبر، اس کے کلام کو سنتا، سمجھتا اور صاحب قدرت و مختار ہو جس میں مذکورہ بالا باتیں نہ پائی جائیں وہ نہ تو رحم کر سکتا ہے اور نہ ہی پاک۔

یقین جانیے ان صفات کا منکر مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا در پردہ منکر ہے۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا دروازہ کھولنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔

اے برادران ملّت

ذرا گوش ہوش سے سماعت فرمائیے نبی وظیفے کرنے، نمازیں پڑھنے، اور انگریزوں کی غلامی کرنے سے نہیں بنتا۔ یاد رکھیے نبوت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہوتی ہے۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ نبی ہمیشہ انسان ہی ہوتا ہے۔ مگر وہ انسانیت کے اعلیٰ مدارج پر فائز ہوتا ہے۔

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر

ہمارے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سید الاوّلین والآخرین ہیں۔

خدائے وحدہ لاشریک کے حبیب اور آخری نبی ہیں جیساکہ رب العزت کا ارشاد ہے
وَلٰکن رسولِ اللہ وخاتم النبیین۔ حضور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشادِ گرامی "اناخاتم النبیین لانبی بعدی" اہل حق
کے دلوں کی دھڑکن بن چکا ہے۔ آپ تمام عالمین کے نبی اور رسول ہیں۔
آپ کی عظمت اور ختم نبوت کا پرچم آج بھی عرش و فرش پہ لہرا رہا ہے۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

لہٰذا جب ہم نے حضور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالمین کے لیے
رحمت اور پاک فرمانے والا تسلیم کر لیا تو مذکورہ باتوں پر ایمان لانا ضروری ہو
گیا کہ آپ زندہ و پائندہ ہیں تمام عالمین کے احوال سے باخبر، مختار، ہر دور میں بسنے
والی مخلوق کی السنہ سے واقف اور قریب ترین ہیں۔ اگر کوئی ان صفات کو دل و
جان سے تسلیم نہیں کرتا میری نظر میں وہ اس شعر کا مصداق ہے۔

زباں سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

آپ کے وصال فرمانے کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ مر کر مٹی میں
مل چکے ہیں سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ غزالی زماں محدثِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی دامت برکاتہم العالیہ نے اسی مسئلہ پر ایک
بے نظیر کتاب تحریر فرمائی جسکا نام "حیات النبی" ہے۔ اس کے چند
اقتباسات پیش خدمت ہیں۔ اوس بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
ارشاد فرمایا تمہارے سب دنوں میں افضل ترین دن یوم جمعہ ہے۔ لہٰذا جمعہ کے دن

مجھ پر درود شریف کی کثرت کیا کرو۔ کیوں کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔
صحابہ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال کے بعد ہمارا
درود آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبیی اللہ حی یرزق
ترجمہ:۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ نبیوں کے جسموں کو
کھائے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ اور رزق بھی دیا جاتا ہے۔

ابن ماجہ، ابوداؤد۔ بیہقی

امام بیہقی نے "حیات الانبیاء" میں اور اصفہانی نے "ترغیب" میں روایت کی کہ
عن انس رضی اللہ عنہ، قال قال رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم من صلی علیٰ
مایۃ فی جمعۃ ولیلۃ الجمعۃ قضی اللہ لہٗ مائۃ حاجۃ سبعین من حوائج
الاخرۃ وثلاثین حوائج الدنیا ثم وکل اللہ بذالک ملکا یدخلہ فی قبری کما
یدخل علیکم الھدایا ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیاۃ، ولفظ البیہقی
یخبرنی من صلی علی باسمہ ونسبہ فاثبتہ فی صحیفۃ بیضاء
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا۔ جس نے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں مجھ پر
سو مرتبہ درود پڑھا اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی۔ ستر حوائج آخرت
سے اور تیس حوائج دنیا سے پھر یہ بات کہ اللہ تعالےٰ نے درود
شریف پر ایک فرشتہ مقرر کر دیا ہے جو اسے میری قبر میں داخل
کرتا ہے۔ جس طرح تم پر ہدایا داخل کیے جاتے ہیں۔
بے شک موت کے بعد میرا علم ایسا ہی
ہے جیسے حیات میں میرا علم ہے اور بیہقی

کے الفاظ یہ ہیں کہ وہ فرشتہ درود پڑھنے
والے کا نام اور اس کا نسب مجھے بتاتا ہے۔
تو میں اسے ایک چمکتے ہوئے صحیفہ میں
لکھ دیتا ہوں
معلوم ہوا ہے کہ آپ زندہ ہیں۔ آپکی زندگی اور موت
میں فرق نہیں ہے۔ مذکورہ احادیث سے یہ مطلب ہرگز نہیں لیا
جا سکتا کہ آپ فرشتے کے محتاج ہیں۔ حقیقتاً فرشتہ ایک
خدمتگار کے ڈیوٹی سر انجام دیتا ہے۔ یہ کیسے
ممکن ہو سکتا ہے کہ آپؐ امام الانبیاء ہو کر اپنے
درود پڑھنے والے غلاموں سے بے خبر
ہوں۔ اور فرشتہ خادم ہو کر
پوری کائنات میں درود پڑھنے والوں کو جانتا ہو۔
مزید تسلی کیلئے ملاحظہ ہو "فیض الباری" مصنفہ مولانا محمد انور
کشمیری، سابق صدر مدرس دارالعلوم دیوبند انڈیا۔

واعلم ان حدیث عرض الصلوۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
لا یقوم دلیلا علی نفی علم الغیب وان کانت المسئلۃ فیہ ان نسبۃ
علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وعلمہ تعالیٰ بنسبۃ المتناھی
لغیر المتناھی لان المقصود بعرض الملائکۃ ھو تلک الکلمات بعینھا
فی حضرۃ العالیۃ علمھا من قبل او لم یعلم کعرضھا عند رب
العزۃ ورفع الاعمال الیہ فان تلک الکلمات مما یحیا بہ وجہ الرحمٰن فلا
ینفی العرض العلم فالعرض قد یکون للعلم واخری لمعان اخر فاعرف الفرق۔ انتھی

جاننا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پیش کرنے کی حدیث
علم غیب کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتی۔ اگرچہ علم غیب کے بارے میں مسئلہ یہ
ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے
علم کے ساتھ جیسے غیر متناہی کے ساتھ متناہی کی نسبت یہ دلیل نہ ہونا اس
لیے ہے کہ فرشتوں کی پیش کش کا مقصد صرف یہ ہے کہ درود شریف کے
کلمات بعینہا بارگاہ عالیہ نبویہ میں پہنچ جائیں حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم
نے ان کلمات کو پہلے جانا ہو یا نہ جانا ہو (بارگاہ رسالت میں کلمات درود کی پیشکش)
بالکل ایسی ہے جیسے رب العزت کی بارگاہ میں یہ کلمات طیبات پیش کیے جاتے
ہیں۔ کیوں کہ یہ کلمات ان چیزوں میں سے ہیں جن کے ساتھ ذات رحمٰن جل مجدہ
کو تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس لیے یہ پیشکش علم کے منافی نہیں لہذا کسی چیز
کا پیش کرنا کبھی علم کے لیے بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات دوسرے معانی کے
لیے بھی اس فرق کو خوب پہچان لیا جائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی کتاب "فیوض الحرمین" میں
تحریر کرتے ہیں۔ ان الانبیاء لا یموتون وانھم یصلّون ویحجون
فی قبورھم وانھم احیاءٌ۔ بے شک انبیاء کرام مرتے نہیں اور
یقیناً وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نمازیں پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔
"الحاوی للفتاوٰی" میں امام اجل حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اسی مسئلہ پر خوب بحث فرمائی اور جو نتیجہ
اخذ کیا انہیں ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔ فحصل من مجموع ھذا
المنقول والاحادیث ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیّ بجسدہ وروحہ وانہ
یتصرف ویسیر حیث شاء فی الارض وفی الملکوت وھو بھیئتہ التی کان علیھا

قبل وفاته لم یتبدل منه شیئ وانه فغیب من الابصار کما غیبة للملائکة مع کونهم احیاء باجسادهم فاذا اراد الله رفع الحجاب عمن اراد اکرامه برویته راه علی هیئته التی هو علیها لا مانع من ذالک ولا داعی الی التخصیص برویة المثال -

ان تمام نقول اور احادیث کے مجموعہ کا ماحصل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اپنے جسم اور روح مبارک کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور بلاشبہ آپ جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں اور زمین اور عالم ملکوت کے ہر گوشے میں تصرف فرماتے ہیں - اور آپ بالکل اپنی اسی ہیئت پر ہیں - جس پر قبل از وفات تھے - اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور بے شک آپ ہماری آنکھوں سے غائب کر دیئے گئے ہیں۔ جسطرح فرشتے اپنے اجساد کے ساتھ زندہ ہونے کے باوجود ہماری آنکھوں سے غائب کر دیئے گئے ہیں - جب اللہ تعالے آپ کی روئیت کے ساتھ کسی عزت واکرام عطا فرمانا چاہتا ہے تو اس سے حجاب اٹھا دیتا ہے اور وہ آپ کو اسی ہیئت پر دیکھتا ہے - جس پر آپ ہیں اس سے کوئی امر مانع نہیں ہے اور روئیت مثال کی تخصیص کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ المحدثین حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی حضرت قثم بن عباس رض کے ارشادات کو مدارج النبوت جلد نمبر ۲ میں نقل کرتے ہیں - جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے -

حضرت قثم بن عباس قبر انور سے باہر آنیوالوں میں سب سے آخر تھے ان سے مروی ہے کہ جس نے قبر انور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری دیدار کیا وہ میں تھا - میں نے قبر انور میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنے لبہائے اقدس کو متحرک فرما رہے ہیں ، دہن اقدس کے آگے میں نے اپنے کان لگا کر سنا تو حضور علیہ الصلوہ والسلام "رب امتی،، امتی فرما رہے تھے -

آج میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے کہ جس شہنشاہ انبیاء کا کلمہ پڑھ کر ہم مسلمان کہلانا فخر محسوس کرتے ہیں اور جن کی رسالت کی گواہی زبان کے اقرار اور دل کی تصدیق کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوتی جنکی ختم نبوت اور رسالت کا پرچم آج بھی بلند ہے - وہ امت کے غمخوار آقا جو پیدائش کے لمحات سے لے کر وصال اقدس تک ہمیں نہ بھولے بلکہ وصال شریف کے بعد بھی " رب امتی، رب امتی" کے نجات دہندہ کلمات زبان اقدس پر جاری تھے -

کتنے ستم کی بات ہے کہ ایسے رحیم وشفیق آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آج مُردوں کی صف میں شمار کرنے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے

اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے کہ ایک ان کہی بات کو اللہ کے سچے رسول کی طرف منسوب کر دیا جائے کہ " میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں ،، (تقویت الایمان)

شیخ محقق کا دو ٹوک فیصلہ

ترجمہ :- اس مسئلہ میں کسی ایک کو بھی اختلاف نہیں ہے - کہ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقی زندگی کے ساتھ بے شائبہ مجاز و توہم زندہ، دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں - (مکاتیب شیخ برحاشیہ اخبار الاخیار) مزید تسلی کے لیے دار العلوم دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتوی کی کتاب " آب حیات کا مطالعہ کیجئے - وہ کیا رقمطراز ہیں -

۱:- حیات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دائمی ہے ممکن نہیں کہ آپ کی حیات

زائل ہو جائے اور حیات مومنین عرضی ہے زائل ہو سکتی ہے۔ دوسرے مقام پر تحریر کرتے ہیں۔ ہاں علاقہ حیات انبیاء کرام علیہم السلام منقطع نہیں ہوتا۔ اسی لیے ازواج نبوی اور نیز اموال نبوی صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم بدستور آپ کے نکاح اور آپ ہی کی ملک میں باقی ہیں اور اغیار کو اختیار نکاح ازواج اور ورثہ کو اختیار تقسیم اموال نہیں بالجملہ موت انبیاء اور موت عوام میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہاں استتار حیات زیر پردہ موت ہے اور یہاں انقطاعِ حیات بوجہ عروض موت ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

روز روشن سے زیادہ واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص حضور رحمۃ للعالمین صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم حیات حقیقی اور جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اپنی نورانی قبروں میں اللہ تعالٰے کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں نمازیں پڑھتے اور گوناگوں لذتیں حاصل کرتے ہیں، سنتے، دیکھتے، جانتے اور کلام فرماتے ہیں۔ جسطرح چاہتے تصرفات فرماتے ہیں۔ اپنی امتوں کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور مستفیضین کو فیوض و برکات پہنچاتے ہیں۔ اس عالم میں بھی ان کے ظہور کا مشاہدہ ہوتا ہے آنکھ والوں نے ان کے جمال جہاں آرا کی بارہا زیارت کی اور ان کے انوار سے مستفیض ہوئے۔

اے انسان!

اے انسان اگر تو بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخ جہاں افروز کو دیکھنے کا متمنی ہے تو کسی مرد کامل کی صحبت میں رہ کر تزکیہ نفس کر جو تیری قلبی نگاہوں کو جلا بخش دے اگر دن کی روشنی میں خفاش کو سورج نظر نہیں آتا تو اس کی نظر کا قصور ہے۔

نہ کہ خورشید کا! آپ تو بحر "سراجاً منیرا" ہیں۔ جہاں دن کے اجالے میں عالمین کے قلوب کو اپنے نور معرفت سے منور کرتے ہیں۔ وہاں رات کے اندھیرے میں بھی اپنے فیض سے مستفیض فرماتے ہیں۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

آیت کے آخری جزو میں ارشاد ہوتا ہے۔ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ہ سرکار دو جہاں کی بعثت سے قبل وہ کھلی گمراہی میں تھے یعنی کافر، مشرک، منافق اور صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے تھے۔ مگر جب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے آئے ظلمت کے بادل چھٹ گئے۔ ہر طرف نور کے اجالے ہو گئے تین سو ساٹھ بتوں کے پجاری ایک خدائے لم یزل کی پرستش کرنے پر رضامند ہو گئے ہر دل سے ایک نعرہ مستانہ بلند ہونے لگا کہ آپ بے مثل، بے نظیر اور اندھیرے میں ایک تنویر ہیں۔

اے وطن عزیز کے پاسبانو!

نبی گمراہ نہیں ہوتا بلکہ مخلوق خدا کا رہبر و رہنما ہوتا ہے۔

آپ نہ صرف نبی ہیں بلکہ نبی الانبیاء ہیں۔ آپ کے متعلق گمراہی اور گناہ کا تصور کرنا ہی اسلام سے دوری کا نتیجہ ہے اگر اعلان نبوت سے قبل آپ گمراہ تھے (نقل کفر، کفر نہ باشد) تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ غار حرا میں تشریف لے جانے کا مقصد کیا تھا؟ غار حرا کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازنا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ آپ پیدا ہوتے ہی نبی تھے اور اللہ تعالٰے کی معرفت کے مکمل آئین تھے۔ جیسا کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا ارشادِ گرامی ہے کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد ۔
میں اسوقت بھی نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے
درمیان تھے ۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ۔ کنت اول الانبیاء
خلقاً وآخرھم بعثا ۔ میں تخلیق کے اعتبار سے انبیاء کرام سے اوّل
ہوں اور بعثت کے اعتبار سے آخری نبی ہوں ۔ زبان سے آپ کو امام الانبیاءؑ
کے لقب سے ملقب کرنا اور پھر یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو نبوت چالیس سال کے
بعد ملی کم علمی کی دلیل ہے ۔

عطائے نبوت اور اعلان نبوت میں فرق ہے جس نے اس فرق کی پہچان
کر لی ۔ یقیناً وہ منزل مقصود پر پہنچ گیا ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلمات
کی ترجمانی آج بھی قرآن حکیم ببانگ دہل کر رہا ہے انی عبداللہ اتانی
الکتاب وجعلنی نبیا ہ (اے میری قوم) میں اللہ کا بندہ ہوں ۔
(بیٹا نہیں) مجھے کتاب عطا کی گئی اور مجھے نبی بنایا ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہوتے ہی اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل تھی ۔ جس کا
اظہار آپ نے برملا فرمایا ۔ مقام غور ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی معرفت خداوندی کا یہ عالم ہے تو حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی معرفت کا کیا عالم ہوگا ؟ جب آپ نے پیدا ہوتے ہی بارگاہ صمدیت
میں اپنے سرِ نیاز کو جھکا دیا اور ان الفاظ میں حمد و ثنا فرمائی ملاحظہ ہو سیرت
حلبیہ ۔ اللہ اکبر کبیرا ۔ والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ
وّاصیلا ۔ حالانکہ اسوقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں کتاب نہیں
تھی ۔ بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ میں پیدا ہوتے ہی انجیل مقدس کے تمام
علوم و فنون کو جانتا ہوں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم کی یہ شان ہے

تو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے مقام علم کا کون
اندازہ کر سکتا ہے جو "علم ماکان ومایکون" کی زندہ و پائندہ تفسیر ہیں ۔
آپ کا ارشادِ گرامی آج بھی صاحب تسلیم و رضا کے قلوب میں گونج
رہا ہے ۔ لم یعرفنی حقیقۃً غیر ربی میری حقیقت کو میرے خدا
کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔
اس مقام پر بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ایک شعر
یاد آ جاتا ہے ۔ ملاحظہ ہو قصائدِ قاسمی

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے بجز ستار

کہاں سرکار مدینہ اور کہاں یہ شوکت کمینہ مدحت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
حق ادا کر سکے یہ ناممکن ہے ۔

کس سے ممکن ہے ثنا حضرت رسول اللہ کی
جبکہ خود خالق کرے مدحت رسول اللہ کی

اسوقت حضرت خواجہ عثمانی ہارونی رضی اللہ عنہ کا ایک شعر میرے پیش نظر ہے
جو بالکل میرے حال کی ترجمانی کرتا ہے ۔

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم
مگر نازم برآں ذوقے کہ پیش یار می رقصم

میں یہ تو نہیں جانتا کہ آخر محبوب کے دیدار کے وقت میں رقص کیوں کرنے
لگتا ہوں ؟ لیکن میں اس ذوق پر ناز کرتا ہوں کہ میں اپنے یار کے سامنے اچھلتا کودتا
اور ناچتا ہوں ۔
حقیقت یہی ہے کہ آج میں بھی رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ نامی

اسم گرامی صرف اور صرف اس لیے لیتا ہوں تاکہ آپ کی توجہ میری طرف مبذول ہو جائے اور حشر کے روز آپ مجھے اپنے دامن رحمت میں جگہ بخشیں تاکہ جہنّم کی آگ سے بچ جاؤں یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ سواک عند حلول الحادث العمم۔ ہر وقت دل کی گہرائیوں سے ایک آواز اٹھتی ہے۔

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستہ میں ہیں جا بجا تھانے والے
مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب پوچھتے ہیں عمل ہائے نکمّا تیرا

رسول اللہ ﷺ کی گرد راہ کو عقیدت سے چومنے والو!

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا ایک واقعہ سماعت فرمائیے۔

حضور نبی اکرم۔ شفیع اعظم۔ نور مجسم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی اپنے غلاموں کو نورانی ارشادات سے نوازتے تو جاں نثاران مصطفی ہمہ تن گوش ہو کر سنتے دورانِ تقریر بعض ایسے مواقع بھی پیش آجاتے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو دوبارہ پوچھنے کی ضرورت محسوس ہوتی اس مقصد کے لیے وہ "راعنا"، کا لفظ استعمال کرتے جس کے معنی ہیں اے محبوب ہماری رعائیت فرمائیے یعنی یہ کلمہ مبارک دوبارہ سمجھا دیجئے۔ یہود نے بارگاہ رسالت میں دورانِ گفتگو "راعنا" کو بے ادبی کی نیّت سے "راعینا"، استعمال کرنا شروع کر دیا جس کے معنی گڈریے کے ہیں۔ قربان جائیے اس خدائے مہربان پر جو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس کا محافظ تھا فوراً لامکان کی بلندیوں سے یہ آیت نازل فرمائی۔

یاایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکافرین عذاب الیم۔

"وہ شاخ ہی نہ رہے جس پہ آشیانہ ہو"

اے ایمان والو! میرے محبوب سے کلام کرتے وقت "راعنا" مت کہو اگر میرے حبیب مکرم کا ارشاد گرامی تمہارے دل کی گہرائیوں میں نہیں اترا تو عرض کرو "انظرنا" اے اللہ کے سچے رسول ہماری طرف نگاہِ لطف فرمائیے یعنی اسی کلمہ کو دہرا دیجئے۔

اے فرزندانِ آدم!

عظمت مصطفیٰ اور مقام مصطفیٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا اس سے بڑھ کر درخشندہ پہلو اور کیا ہو سکتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے "واسمعو"۔

اے مسلمانو!

تاجدار انبیاء کے خطاب کو پورے انہماک سے سنا کرو تاکہ "انظرنا" کہنے کی گنجائش باقی نہ رہے۔ میری نظر میں یہ کمال ادب اور انتہائے تعظیم ہے جس کی تعلیم عرش و فرش کے مالک نے غلامان مصطفےٰ علیہ السلام کو دی۔ اگر اب بھی کسی نے سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راعنا کہہ کر پکارا یقیناً وہ کافر ہو جائے گا جس کے متعلق کائنات کے رب کا ارشاد ہے۔ وللکافرین عذاب علیم۔

فقہا فرماتے ہیں اگر کسی نے حضور علیہ السلام کے نعلین اقدس کی ادنیٰ سی بھی گستاخی کی وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ معلوم ہوا ہر وہ کلمہ جسمیں تنقیص و توہینِ رسول کا شائبہ تک پایا جائے حرام ہے۔ ان لوگوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے جو شہنشاہِ انبیاء کو اپنے جیسا انسان یا بڑے بھائی کا مقام ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیتے ہیں وہ حضرات اپنے انجام پر آپ ہی غور کریں

؎ ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایں جا

شہنشاہ کون و مکان کی غلامی پر ناز کرنے والے فرزانو!

آیئے اپنے ایمان کو جلا بخشنے کے لیے اپنے آقا و مولا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان کا ایک اور باب ملاحظہ کیجئے۔ ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں حاضری کا شرف حاصل کیا تو حضور نبی کریم رؤف الرحیم احمد مختار صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ کعبہ شریف ہی کی طرف نماز پڑھا کریں جواباً جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اللہ تعالےٰ کا بندہ ہوں۔ اس کے حکم کا پابند ہوں قبلہ کو بدل دینا میری بساط سے باہر ہے۔ ہاں آپ اللہ کے حبیب ہیں آپ کی دُعا کبھی بھی رد نہیں ہوتی لہٰذا بارگاہ رب العزت میں التجا کریں۔ جبرائیل علیہ السلام اتنی بات کہہ کر چلے گئے۔ ص۱

ایک دن اچانک حالت نماز میں خیال آیا کہ قبلہ بدل جائے کیونکہ یہودی اکثر طعنہ دیا کرتے تھے کہ مسلمان سرکار جامع الاصفات کو نبیوں کا سرتاج مانتے ہیں۔ احکام میں تو ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر ہمارے ہی قبلہ کے محتاج ہیں ان الفاظ نے قلب اطہر میں ہیجان پیدا کر دیا۔ اسی وقت نماز کے دوران تحویل قبلہ کے لیے محبوبانہ انداز میں آسمان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ ابھی التجا نے دعا بن کر لب نازک کے بوسے نہیں لیے تھے۔ کہ کعبہ

ص۱:۔ جبرائیل علیہ السلام سے کہنے کا مقصد ہرگز یہ نہیں تھا کہ آپ بے بس ہیں اور آپ کا مقام بارگاہ خداوندی میں صفر ہے۔ بلکہ آپ کے فرمانے کا مقصد اپنی خدا داد شان وشکوہ کا اظہار تھا۔ بس پر فرشتوں کا سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی مجبوری و بےبسی کا اظہار کرتا ہے۔ اور اللہ کے محبوب خاتم الانبیاء کی مقبولیت کا ذکر مذکورہ الفاظ میں کرنے کے بعد چلا جاتا ہے۔

قبلہ بن جائے ص۱

ذرا اس ناز برداری کا مشاہدہ کیجئے کہ آپ کی تمنا کے مطابق کتنے دلکش انداز میں قبلہ بدلنے کا حکم صادر ہو رہا ہے۔

قد نرٰی تقلب وجھک فی السماء ج فلنولینک قبلۃ ترضٰھا

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا آسمان کی طرف رخ تاباں کرنا تو ہم ضرور پھیر دیں گے۔ آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں۔

معلوم ہوا اللہ تعالےٰ نے حضور رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تحویل قبلہ کا وعدہ فرما لیا مگر سرور انبیاء کی تمنا ہے کہ کعبہ کو قبلہ ابھی بنا دیا جائے۔

اللہ تعالےٰ نے اس تمنا کو بھی رد نہیں فرمایا بلکہ آپ کی خوشنودی خاطر اتنی مطلوب تھی کہ اسی آیت میں اعلان فرما دیا "فول وجھک شطر المسجد الحرام" اے محبوب! جو قبلہ تمہیں پسند وہی ہمیں پسند۔ آپ کی خوشی اور رضا کے لیے ہم کعبہ کو قبلہ ابھی مقرر کرتے ہیں۔ لہٰذا اپنا چہرہ زیبا مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے۔ سبحان اللہ کتنا عظیم مقام ہے۔

احمد کی رضا خالق عالم کی رضا ہے
مرضی خدا مرضی شاہ دوسرا ہے

کلھم یطلبون رضائی و انا اطلب رضاک یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حدیث قدسی کے مذکورہ کلمات آج بھی اس بات کی زندہ وپائندہ دلیل ہیں۔

ص۱:۔ یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ جھڑکا اور نہ ہی ڈانٹ ڈپٹ کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا احترام ہر حالت میں ضروری ہے جو قبلہ آپ کا اور آپ کی امت کیلئے مقرر ہے اسی کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرو بلکہ خدائے لم یزل نے ثابت کر دیا کہ جس کا نام عرش و فرش پر محمد احمد احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے وہ مخلوق میں کسی کا محتاج نہیں۔

امامِ اہلِ سنت نے کیا خوب کہا ہے

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے محبتِ رسول میں سرشار ملت کے پاسبانو! اٹھیے! جماعت مصطفےٰ! کے کارواں میں شریک ہو جائیے۔ حضور پر نور شافع یوم النشور حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم مشن کو لے کر میدانِ عمل میں اتریے اور ایک عالم گیر انقلاب برپا کر دیجئے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے